Vol. 5No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اقبال کی اُردو نظموں میں ہیئتی تنوع

FORMS VARIETY IN IQBAL,S URDU POEMS

ڈاکٹر محمد محسن(ساحل سلہری)

سیال کوٹ، پنجاب، پاکستان

ڈاکٹر مظہر اقبال(کلیار)

لاہور، پنجاب، پاکستان

ڈاکٹر زہرا ممتاز

لیکچرر، حضرت عائشہ صدیقہ ماڈل ڈگری اینڈ کامرس کالج، 1 نکلسن روڈ، لاہور

Abstract:

Azad , Ismail, Akbar and their contemporaries have new patterns of form, but Iqbal is more aware of the expansion of tradition. Even Though Iqbal is a conservative, innovators have emerged. He has experimented with new forms by making many changes and additions to the fixed and outdated styles. He wrote poems in the traditional form of "Masnavi "but did not use the prescribed style of " Masnavi"In his poems , Iqbal uses both short and long styles of"behar". Iqbal has also written poems in the form of "Hexagon". Iqbal,s long poems have been written synthetically .In the composition , he has given the form of a continuous poem to the "stanza " written in the form of "Ghazal".

Key Words: Iqbal, Poems, Form, Style, Masnavi, Patterns, Stanza, composition

کلیدی الفاظ: اقبال، نظمیں، ہیئت، مثنوی، مسدس، مخمس، مثلث، رباعی، قطعہ، سانیٹ، بند، بحر، صنف

ہیئت کسی فن پارے کی خارجی صورت کا نام ہے جو فنی اعتبار سے اس کی انفرادی حدود کا تعیّن کرتی ہے۔ اُردو میں ہیئت کی اصطلاع انگریزی لفظ Form کی متبادل ہے۔ غزل، مثنوی، قطعہ، رباعی، مسدس، مخمس، سانیٹ، نظم معرا، آزاد نظم اور نثری نظم کی ساخت ان کی خارجی شکل سے ہوتی ہے۔ شعری ہیئت وزن کی نوعیت، ردیف و قافیہ کے نظام، مصرعوں کی تعداد اور مصرعوں کی یکسانیت یا عدم یکسانیت سے متعیّن ہوتی ہے۔ سید احمد دہلوی نے ہیئت کے معانی یہ لکھے ہیں:

> ”صورت۔ شکل۔ چہرہ۔ مہرہ۔ (۲) ڈول، ساخت، بناوٹ، دھج (۳) ایک علم کا نام جس سے اشکال و ساخت کرۂ ارض معلوم ہوتے ہیں۔ احرام فلکی کا بیان، زمین کی گردش اور کشش وغیرہ سب علم ہیئت سے متعلق ہیں۔ (۲۔و) حال، حالت کیفیت ڈھنگ، طور طریق۔“(۱)

جے۔ اے کڈن نے The Penguin Dictionary of Literary term and Literary Theory میں یوں کی ہے:

> "When we speak of the form of a literary work we refer to its shape and to the manner in which it is made (thus, its style, q.v).as opposed to its substance or what it is about."(2)

اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ہیئت کا مطلب ادب پارے کی ظاہری شکل اور طریق اظہار لیا جاتا ہے۔ ہیئت ہی نظم کا امتیاز ہے۔ ہر شاعر اپنے مافی الضمیر کو ایک مخصوص شکل و صورت عطا کرتا ہے اور ذاتی تجربے سے عمل تخلیق کے دوران نظم کی ہیئتی تشکیل و تکمیل کرتا ہے۔ ہر تخلیقی تجربہ اپنے ساتھ ایک ساخت (Structure) لے کر آتا ہے اس لیے ہر نظم کسی نہ کسی ہیئت میں ہوتی ہے۔ شاعر متنوع جذبات یا متنوّع مواد کے لیے اسلوب بیان اور ہیئت تلاش کرتا ہے۔ اس ضمن میں انیس ناگی رقم طراز ہیں:

Vol. 5No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"شعری ہیئت تخلیقی تجربے کے وژن کو ظاہر کر کے اُس کی کلیّت کو پیش کرتی ہے اور ان تمام عناصر کے باہمی ربط کو بھی نمایاں کرتی ہے جن سے تخلیقی تجربے کی تشکیل ہوتی ہے۔"(۳)

ہر شاعر اپنی نظم کو ایسے پیکر میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے جسے دیکھ کر اس کا قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ اس سے بہتر اس نظم کے لیے کوئی ہیئت ہو نہیں سکتی۔ شاعر کی پہچان اس کی شعری ہیئت کی تشکیل سے ہوتی ہے۔ جدید اردو نظم کے اولین دور میں انگریزی تقلید میں ہیئت کے کئی تجربات ہوئے۔ یہ تجربے مولانا محمد حسین آزاد، اسمٰعیل میرٹھی اور عبدالحلیم شرر نے کیے۔ جدید اردو نظم کی ہیئتی تبدیلیوں کے ضمن میں اکبر الہ آبادی نے بھی تجربے کیے۔ انھوں نے ایک ہی نظم میں مختلف بحور کا استعمال کیا اور رباعیوں میں ربط پیدا کر کے نظم کی تشکیل کی۔ انھوں نے روایتی ہیئت میں معمولی تبدیلی کر کے نئی ہیئت پیدا کی۔ اکبر کی نظم "دو تیتریاں" مثنوی کی ہیئت میں ہے مگر اس کی بحر رباعی کی ہے۔ جدید اردو نظم نگاروں نے ابتدائی دور ہی سے بڑی ڈرامائی نظمیں لکھیں ہیں لیکن ڈرامائی نظموں کا اہم موجد اقبال کو سمجھا گیا ہے۔ اگرچہ اقبال سے پہلے اکبر نے ڈرامائی نظمیں لکھیں۔ اکبر نے مسدس کی ہیئت میں لکھی نظم "نئی اور پرانی روشنی کی مکالمت" کو مکالماتی نظم بنادیا ہے۔ "جنگ ٹرکی واٹلی" چھ ٹکڑوں میں ہے ہر ٹکڑے کو الگ الگ بحر دی ہے۔ آزاد، اسمٰعیل، اکبر اور ان کے معاصر شعرا کے یہاں ہیئت اور موضوع کے امتزاج کے نئے نمونے تو ہیں لیکن اقبال کے یہاں روایت کی توسیع کا شعور زیادہ ملتا ہے۔ اقبال قدامت پسند ہو کے بھی جدت پسند واقع ہوئے ہیں۔ انھوں نے لگے بندھے اور فرسودہ اسالیب میں متعدد تبدیلیاں اور اضافے کر کے نت نئے ہیئتی تجربے کیے ہیں۔ ہیئتی اعتبار سے ان کی نظمیں جدید تصور کے عین مطابق ہیں۔ اس بارے میں محمد یٰسین آفاقی رقم طراز ہیں:

"حالی، اکبر اور ان کے معاصر شعرا نے اردو نظم کے افق کو وسیع کیا اور جدید اردو نظم کے لیے راہ ہموار کی لیکن اس کی صحیح معنوں میں ابتدا اقبال سے ہوئی۔ اقبال نے اردو نظم کو موضوعاتی وسعت اور فنی دبازت عطا کی اور جدید اردو نظم کو مضبوط بنیادیں فراہم کر دیں۔"(۴)

اقبال نے اپنے شعری اظہار کے لیے موزوں ہیئت کا انتخاب کیا کہ وہ اپنے خیالات جذباتی ہم آہنگی کے ساتھ بیان کر سکیں۔ انھوں نے روایتی ہیئت مثنوی میں نظمیں تو لکھیں مگر مثنوی کی مقررہ بحور کا استعمال نہ کیا۔ اقبال کی اس قسم کی نظموں میں "شمع و پروانہ"، "صدائے درد" اور "طفل شیر خوار" اہم ہیں۔ نمونے کے طور پر یہ اشعار دیکھیے:

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع پیار کیوں
یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں؟

(شمع و پروانہ، بانگِ درا، کلیات اقبال اردو، ص:۳۷)

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
ہاں ڈبو دے اے محیطِ آبِ گنگا تُو مجھے

(صدائے درد، بانگِ درا، کلیات اقبال اردو، ص:۳۸)

میں نے چاقو تجھ سے چھینا ہے تو چلّاتا ہے تُو
مہرباں ہوں مَیں ، مجھے نامہرباں سمجھا ہے تُو

(طفل شیر خوار، بانگِ درا، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۵۶)

اقبال نے اپنے افکار کی تشکیل کے لیے مثنوی رومی کی بحر کے ساتھ ساتھ دوسری بحریں بھی استعمال کی ہیں۔ اقبال سے پہلے شعرا نے جو مثنویاں لکھیں ان کو عموماً چھوٹی بحروں میں لکھا ہے جب کہ اقبال نے اپنی مثنویوں میں چھوٹی اور طویل دونوں طرز کی بحروں کو برتا ہے۔ مثال کے طور پر ان کی نظم "ایک شام" چھوٹی بحر میں

Vol. 5No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ہے جب کہ ”والدہ مرحومہ کی یاد میں“ بڑی بحر میں لکھی گئی ہے۔ یہ دونوں نظمیں مثنویاں ہیں دونوں کے موضوعات الگ الگ ہیں اس لیے ان کے مزاج کی مناسبت سے اقبال نے بحروں کا انتخاب کیا ہے۔ نظموں کے نمونے ملاحظہ کیجیے:

خاموش ہے چاندنی قمر کی
شاخیں ہیں خموش ہر شجر کی

(ایک شام، بانگِ درا، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۱۰۷)

ذرّہ ذرّہ دہر کا زندانیِ تقدیر ہے
پردۂ مجبوری و بے چارگی تدبیر ہے

(والدہ مرحومہ کی یاد میں، بانگِ درا، کلیات اقبال اردو، ص:۱۸۷)

اقبال کی چھوٹی بحر کی مثنوی ”ساقی نامہ“ ان کے موضوع اور ہیئتی تجربے کی عمدہ مثال ہے۔ اس نظم کی کیفیاتی ہم آہنگی ایک تجربہ بن گئی ہے۔ اس نظم میں لفظوں کا انتخاب، تشبیہات، استعارے، علامتیں اور تلمیحات موضوع سے خاصی مطابقت رکھتی ہیں۔ نظم کا نمونہ دیکھیے:

ہُوا خیمہ زن کاروانِ بہار
اِرم بن گیا دامنِ کوہسار

(ساقی نامہ، بالِ جبریل، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۹۵)

مثنوی کی روایتی ہیئت میں توسیع کرنے اور بحروں کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اقبال نے مسدس کی ہیئت میں بھی نظمیں لکھی گئی ہیں۔ ان نظموں میں ”کوہ ہمالیہ“، ” مرزاغالب“ اور ”آفتاب صبح“ کافی اہم ہیں جب کہ اقبال کی بعد کی مسدسات ”شکوہ“، ”جواب شکوہ“ عمدہ مثالیں ہیں۔

شورش مے خانۂ انساں سے بالا تر ہے تُو
زینتِ بزمِ فلک ہو جس سے وہ ساغر ہے تُو
ہودُرِ گوشِ عروسِ صبح وہ گوہر ہے تُو
جس پہ سیمائے افق نازاں ہو وہ زیور ہے تُو
صفحۂ ایام سے داغِ مدادِ شب مٹا!
آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مٹا!

(آفتابِ صبح، بانگِ درا، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۴۳)

اقبال کی طویل نظمیں ترکیب بند لکھی گئی ہیں۔ ترکیب بند میں انھوں نے غزل کی ہیئت میں لکھے ہوئے بندوں کو ایک مسلسل نظم کی شکل دی ہے۔ اس قسم کی نظمیں اقبال کی ہر دور کی شاعری میں موجود ہیں۔ پہلے دور کی نظموں میں ”تصویر درد“، ”عاشق ہرجائی“ دوسرے دور میں ”شمع اور شاعر“ تیسرے دور میں ”طلوع اسلام“ اور ”مسجد قرطبہ“ شامل ہیں۔ نظم ”تصویرِ درد“ میں کل آٹھ بند ہیں اور ہر بند میں اشعار کی تعداد مختلف رکھی گئی ہے۔ یہ اشعار غزل کی فارم میں ہیں اور ہر بند کے اشعار کا قافیہ اور ردیف الگ ہے۔ پہلے دوسرے اور آٹھویں بند میں اشعار کی تعداد آٹھ آٹھ ہے پہلے سات اشعار ہم قافیہ ہیں اور آٹھویں اشعار کا قافیہ الگ ہے۔ تیسرے بند میں اشعار کی تعداد بارہ ہے پہلے گیارہ اشعار ہم قافیہ ہیں اور بارہویں شعر کا قافیہ اور ردیف مختلف ہے۔ چوتھے بند میں کل سات اشعار ہیں، پانچویں بند میں دس اشعار، چھٹے میں سات اور ساتویں بند میں ۱۹ اشعار ہیں۔ ان تمام بندوں کے آخری اشعار الگ قافیہ میں ہیں۔ یوں اقبال نے ترکیب بند ہیئت میں لکھی اس نظم کے ہر بند میں اشعار

Vol. 5No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

کی تعداد مختلف رکھ کر ایک نیا تجربہ کیا ہے۔"تصویرِ درد" میں وطن کی محبت کو موضوع بنایا گیا ہے۔شاید یہ نظم اقبال کی حب وطن کی شاعری میں سب سے زیادہ اہم ہے۔اس نظم میں اقبال نے خطابیہ لہجہ اپنایا ہے۔

نظم "عاشق ہر جائی" میں دو بند ہیں اور پہلے بند میں دس اشعار جب کہ دوسرے بند میں پندرہ اشعار شامل ہیں۔دونوں بندوں کے آخری آخری شعر کا قافیہ الگ ہے جب کہ پہلے تمام اشعار غزل مسلسل کی طرح ہیں۔بندوں کے پہلے پہلے اشعار مطلع کے بغیر ہیں۔ نظم "شمع اور شاعر" بھی غزل مسلسل کی فارم میں ترکیب بند ہے۔آغاز میں "شاعر" کے عنواں سے ایک فارسی بند ہے۔جو مطلع کے بغیر ہے اور اس میں اشعار کی تعداد پانچ ہے۔آخری شعر کا قافیہ الگ ہے۔دوسرے حصہ کا عنوان "شمع" ہے۔اس میں کل دس بند ہیں پہلے بند میں گیارہ اشعار ہیں۔دوسرے اور چھٹے بند میں چھ چھ اشعار، تیسرے، چوتھے اور پانچویں بند میں آٹھ آٹھ، ساتویں، نویں اور دسویں بند میں نو نو اشعار اور آٹھویں بند میں سات اشعار ہیں۔تمام بندوں کا آخری شعر الگ قافیہ میں ہے۔طویل نظم "شمع اور شاعر" کی ہیئت ترکیب بند کی ہے لیکن مختلف بندوں میں اشعار کی تعداد مختلف ہے یہ بھی ایک تجربہ ہے۔اس نظم میں ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانے آتے ہیں۔اس نظم میں شمع اور شاعر کی صورت میں دو کرداروں کو یکجا کیا گیا ہے۔یہ نظم نیم ڈرامائی کیفیت اور مکالماتی انداز کی ہے۔اس نظم میں اقبال نے شمع کے روپ میں قوم کو امید کی روشنی دکھائی ہے۔انھوں نے شمع کو Source of inspiration کے طور پر پیش کیا ہے۔اس نظم کا شمار اقبال کی ابتدائی قومی نظموں میں ہوتا ہے۔

طویل نظم "طلوع اسلام" بھی اقبال کے فکر وفن کا بہترین اظہار اور نمونہ ہے۔اس میں کل نو بند ہیں ہر بند مطلع سے شروع ہوتا ہے اور ہر بند میں اشعار کی تعداد یکساں ہے۔یہ طریقہ "تصویرِ درد"۔"عاشق ہر جائی" اور "شمع اور شاعر" سے مختلف ہے۔یہ ترکیب بند نظم غزل مسلسل کی فارم میں ہے۔ نظم "مسجد قرطبہ" ہر اعتبار سے "طلوعِ اسلام" کی طرح ہے صرف اس میں ایک بند کم ہے۔"مسجد قرطبہ" اقبال کی لازوال طویل نظم ہے۔اس نظم میں انھوں مسلم اندلس کو زندہ جاوید کر دیا ہے۔انھوں نے مسلم اندلس کی عظمت، شان وشوکت، علمی برتری اور آٹھ سو سالہ حکومت کا تذکرہ کیا۔اندلس کے مسلمان صفحۂ ہستی سے مٹ گئے یہ عبرت کا نشان ہے۔اس نظم میں قرطبہ، غرناطہ اور دوسرے شہروں کو یاد کیا گیا ہے۔اقبال کو الحمرا کے در و دیوار اور مسجد قرطبہ کی اذانیں سنائی دیتی ہیں۔اس نظم کی ترتیب ہیئت سے متعلق ڈاکٹر عبدالمغنی رقم طراز ہیں:

> "اس نظم کی ترتیب ہیئت میں شروع سے آخر تک ایسی کامل یکسوئی اور اس کے عناصر ترکیبی کے دوران ایسی مکمل پیوستگی ہے کہ خود اقبال کی دوسری اہم نظموں میں مواد کی انتہائی پیچیدگی کو انتہائی ہم آہنگی میں مرتکز کرنے کی اتنی بڑی مثال اتنے پیمانے پر نہیں ملتی۔" (۵)

اس نظم کے آٹھ بند ہیں اور ہر بند میں آٹھ آٹھ شعر ہیں یوں یہ کل ۶۴ اشعار پر مشتمل نظم اقبال کے فکر و فن کا نادر شاہکار ہے۔ نظم میں زندگی، عشق، فنا، عصر، ایمان اور دیگر موضوعات پیش کیے گئے ہیں۔شاعر نے تاریخ اسلام اور اسلامی و تہذیبی روایت کی تصویر کشی کی ہے۔انھوں نے مسجد قرطبہ کو مسلم امت کی علامت بنا کر پیش کیا ہے۔فردوس گمشدہ اور مسلم تہذیبوں کے تباہ حال شہروں کو علامتی صورت میں پیش کیا ہے۔"مسجد قرطبہ" لکھ کر اقبال نے اردو نظم میں نئے اسلوب کی داغ بیل ڈال دی ہے۔اس نظم میں مفتعلن، فاعلن، مفتعلن، فاعلن بحر استعمال کی گئی ہے جس سے غیر محسوس طور پر شعری ترنم کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔اقبال نے الفاظ کو ترصیع کی صناعی سے اس طرح برتا ہے کہ عروضی وقفہ اور قافیے موسیقی کا ایک نظام مرتب کرتے نظر آتے ہیں۔

"والدہ مرحومہ کی یاد میں" ترکیب بند طویل نظم ہے اس میں ۱۳ بند ہیں اور ہر بند میں اشعار کی تعداد مختلف ہے۔یہ نظم ایک مرثیہ ہے جو اقبال نے اپنی والدہ کی وفات پر لکھا ہے۔اس میں سوز و گداز، جذباتیت اور والدہ کی وفات کی وجہ سے شدید رنج کی کیفیات پائی جاتی ہیں۔اقبال کی طویل نظم "خضر راہ" بھی ترکیب بند کی ہیئت میں ہے۔اس میں کل ۹ بند ہیں۔اس نظم میں اقبال نے سیاسی اور خطیبانہ لہجہ اختیار کیا ہے۔اقبال نے اپنی مربوط فکر اور مذہبی تعلیمات کو سمو کر اردو نظم میں نئی طرز کی بنا ڈالی۔انھوں نے اپنی نظموں کا خاکہ خود ترتیب دیا ہے۔اقبال جن تصورات کا اظہار کرنا چاہتے تھے وہ اردو نظم کے لیے نئے تھے اس لیے انھوں نے روایتی ہیئتوں میں متعدد اضافے کیے۔انھوں نے اپنی فکر کو سمونے کے لیے نئے پیکر تراشے اور نیا جہان فن تخلیق کیا۔

طویل نظم لکھنے سے شاعر کے شاعرانہ جوہر کھل کر سامنے آتے ہیں اور اس کی فنی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ایک مسلسل مضمون کو بیان کرنے، لفظوں کے چناؤ، تراکیب، استعارات اور تشبیہات کا استعمال اور نظم کی ہیئت سب ملا کر شاعرانہ مقام کا تعین ہوتا ہے۔دنیا کے بڑے شعرا کی طویل نظمیں بڑی یادگار ہیں۔ ملٹن کی Paradise Lost، ٹی۔ایس۔ایلیٹ کی Wasteland اور حالی کی "مسدس" اقبال سے پہلے لکھی گئیں۔اقبال نے بھی اس طویل نظم نگاری کے تسلسل کو برقرار رکھتے

Vol. 5No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ہوئے بڑی فنی چابک دستی سے اپنے افکار کا اظہار کیا ہے۔ اقبال کی دوسری ہیئت کی طویل نظموں میں ''شکوہ''، ''جوابِ شکوہ''، ''خضرِ راہ''، ''ساقی نامہ'' اور ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ شامل ہیں۔

طویل نظم ''شکوہ'' کی وجہ سے اقبال پر کفر کا فتویٰ بھی لگا اور یہ کافی متنازع ثابت ہوئی۔ اس نظم میں مسلمانانِ عالم کا اپنے رب سے شکوہ ہے۔ اور وہ اپنی حالتِ زار بیان کرتے ہیں۔ اس نظم میں کل ۳۱ بند ہیں اور ہر بند کے تین تین اشعار ہیں۔ یہ نظم اقبال کی فنی پختگی، طرز بیان اور جوش بیان کی عمدہ مثال ہے۔ ''جواب شکوہ'' بھی ایک طویل نظم ہے جب شکوہ کی مخالفت ہوئی تب اقبال نے یہ نظم لکھی۔ اس نظم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے شکایت کر رہے ہیں۔ اللہ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب کیا ہیں۔ یہ ۳۲ بندوں پر مشتمل ہے۔ ''ساقی نامہ'' مثنوی کی ہیئت میں ہے۔ اس نظم کے ایک ہی بند میں مختلف موضوعات سموئے گئے ہیں۔ یہ نظم اردو اور فارسی کی روایتی ہیئت کے تتبع میں لکھی گئی ہے۔ ''ارمغانِ حجاز'' کے اردو حصّہ میں اقبال کی آخری طویل نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' بھی ہیئتی حوالے سے اہمیت کی حامل ہے۔ یہ نظم انگریزی شعرا کی طرح تمثیل کے آہنگ میں لکھی گئی ہے۔ اس نظم میں ڈرامے کے تمام عناصر ترکیبی موجود ہیں اور اسے نہایت خوبصورتی سے اسٹیج کیا جاسکتا ہے۔ اس نظم میں باری باری مشیر اپنی کارکردگی بیان کرتے ہیں اور آخر میں خود ابلیس اس مجلس سے خطاب کرتا ہے۔

اقبال کی طویل نظموں، مختصر نظموں، قطعات اور رباعیات میں نئے ہیئتی تجربے کیے گئے ہیں۔ ''بالِ جبریل'' میں ۳۸ رباعیاں شامل ہیں۔ رباعی لکھنا مشکل کام ہے اس کا تیسرا مصرع انتہائی جاندار ہونا چاہیئے جو باقی تینوں مصرعوں کو لڑی میں پرودے۔ اقبال نے اردو رباعیوں میں متعین بحروں کو کم استعمال کر کے بھی اپنے فن کا لوہا منوایا ہے۔ اور رباعی کی نئی طرز کی بناڈالی ہے۔ ان کی رباعیاں فکری و فنی حوالے سے شاعری کا اعلا نمونہ ہیں۔ انھوں نے روایتی بحروں میں اضافے کر کے بھی رباعی میں اپنے خیالات و تصورات اور فکر و فلسفہ کو انتہائی خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اقبال نے افکار کو ہیئت عطا کرنے کے لیے مروجہ ہیئتوں کا استعمال تو کیا ہے لیکن ان کی قدیم حد بندی کا لحاظ کم رکھا ہے۔ انھوں نے مختلف بحور کا استعمال اور بندوں میں مصرعوں کی تعداد میں کمی بیشی کر کے نئے تجربات کیے ہیں۔ اقبال کی ہر دور کی نظموں میں سب سے زیادہ ہیئتی تجربے ''بانگ درا'' میں نظر آتے ہیں۔ اس مجموعے کی ۱۷ نظمیں روایتی ہیئت سے مختلف ہیں۔ ''بال جبریل'' کی ایسی نظموں کی تعداد ۷ ہے۔ ''ضرب کلیم'' میں ۸ اور ''ارمغان حجاز'' میں ۳ ہیں۔ ان متنوع ہیئتی تجربوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اقبال کو Form کا احساس تھا۔ انھوں نے اپنے مخصوص موضوعات، مطالب اور تجربات کو شعری پیکر دینے کے لیے متنوع ہیئتیں تشکیل کی ہیں۔ ہیئتوں کے اس تنوع سے اقبال کے ذہنی و فکری ارتقا کا علم بھی ہوتا ہے جو عہد بہ عہد تغیرات اور تبدیلیوں کا شکار رہا۔

اقبال کی شاعری میں مثنویوں یا مثنوی نما نظموں کی تعداد زیادہ ہے لیکن انھوں نے قطعات، مثلثات، مسدسات، مخمسات اور رباعیات بھی بڑی تعداد میں کہی ہیں۔ اقبال نے معاصر رومانوی شعرا کی طرح مروّجہ ہیئتوں سے بغاوت کی ہے اور متعدد نئی ہیئتیں تراشی ہیں۔ یوں اقبال ہیت پرستی کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ اقبال کے افکار کئی لحاظ سے رومانیوں سے مختلف ہیں لیکن ہیئتی اعتبار سے ان کا نیاپن رومانیوں سے گہری مشابہت رکھتا ہے۔ اقبال نے ہیئتی تجربے کرتے ہوئے اس کا تعلق موضوع سے جوڑ دیا ہے جب کہ دیگر رومانی شعرا نے محض نظم کی نئی نئی شکلیں بنائی ہیں۔ اقبال نے اپنے افکار کو شعری قالب میں ڈھالنے کے لیے اپنی مرضی کی ہیئت بنائی ہے۔

اقبال کی نظمیں ''زہد و رندی''، ''محبت'' اور طلبہ علی گڑھ کالج کے نام'' بھی ہیئتی حوالے سے بڑی اہم ہیں۔ ان نظموں میں پہلا شعر مطلع کی صورت میں ملتا ہے اور آخری شعر بیت کی صورت میں الگ قافیہ و ردیف میں کہا گیا ہے۔ ''ایک آرزو'' بھی ہیئتی اعتبار سے اسی نوع کی نظم ہے لیکن اس کا پہلا شعر مطلع کی صورت میں نہیں ملتا۔ اقبال نے مروّجہ ہیئتوں کو اپنے موضوعات کے اعتبار سے تبدیل کر دیا ہے۔ انھوں نے قطعات کی روایتی ہیئت میں بھی تبدیلی کی ہے ان سے پہلے قطعہ بے مطلع اور مسلسل غزل کی شکل میں تھا۔ انھوں نے اپنی قطعہ نما نظموں کے آخری اشعار میں بیت کی طرح الگ قافیہ و ردیف کا استعمال کیا ہے۔ اقبال نے بعض قطعات ایسے بھی کہے ہیں جن کے تمام مصرعے مقفّیٰ اور مردّف ہیں۔ اس حوالے سے ''ضربِ کلیم'' کا ایک قطعہ ''رومی'' اہم ہے۔ اس قطعہ کے تمام مصرعے مقفّیٰ اور مردّف ہیں۔ قطعہ ملاحظہ کیجیے:

غلط نگر ہے تری چشم نیم باز اب تک!
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک!
ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک!

Vol. 5No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب
گستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک!
کہ تو ہے نغمۂ رومی سے بے نیاز اب تک

(رومی، ضربِ کلیم، ص:۱۰۵)

اقبال نے روایتی ہیئتوں میں تبدیلیاں کر کے معاصر رومانوی شعرا سے الگ اور نیا شعری اسلوب تراشا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر عبادت بریلوی رقم طراز ہیں:

"انھوں (اقبال) نے ہیئت کے مروّجہ سانچوں میں تبدیلیاں بھی کی ہیں اور اس طرح ان کو نئی شکلیں بھی دی ہیں۔ لیکن روایت کا اثر ان پر حالی کی طرح بہت گہرا ہے۔ چناں چہ روایت کی طرف لوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔"(۶)

اقبال نے روایتی ہونے کے باوجود تجربات کیے ہیں ان کے شعر کی زبان، الفاظ اور ہیئت بڑی جان دار ہے۔ اقبال نے بعض ایسی رباعیات لکھی ہیں یہ چار مصرعے ملاحظہ کیجیے:

کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر
کبھی دریا کے سینے میں اُتر کر
کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر
مقام اپنی خودی کا فاش تر کر!

(رباعی نمبر ۱۳، ارمغانِ حجاز اردو، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۱۷۰)

اقبال کے رباعی نما چار مصرعی قطعات میں ہر مصرعے میں قافیہ اور ردیف ہے۔ انھوں نے ایسے عمل سے رباعی میں ایک تجربہ کیا ہے۔ اقبال کی یہ رباعی بحر ہزج میں ہے جو کہ مروّجہ چوبیس اوزان سے باہر ہے اس طرح اقبال نے رباعی کا پچیسواں اوزان بنایا ہے۔ اقبال نے موضوع کے مطابق رباعی کی ہیئت کو بدلا ہے۔ ان کی رباعیات موضوعات اور ہیئت دونوں اعتبار سے بہت پھیلی ہوئی ہیں۔ انھوں نے قطعہ اور رباعی کے امتزاج سے جو ہیئت بنائی ہے اسے ان کا روایتی انحراف اور روایت کی توسیع کہا جا سکتا ہے۔ اقبال ایک بڑے شاعر تھے ان کو رباعی کی حدود میں اضافہ کرنے کا حق حاصل تھا جس طرح ملٹن اور شیکسپیئر نے سانیٹ کی شکل بدل دی اسی طرح اقبال نے بھی اپنے عہد کے بڑے شاعر ہونے کے طور پر مترنم، اور اردو کے مزاج سے ہم آہنگ بحر میں رباعیاں لکھی ہیں۔

اقبال کی اردو نظموں میں امتزاج و آمیزش کا چلن عام ملتا ہے۔ انھوں نے قطعات اور رباعی کو آمیز کر کے نئی ہیئت میں قطعات نما رباعیاں لکھی ہیں اسی طرح کئی نظموں میں ترکیب بند اور مثمن کو آمیز کر دیا گیا ہے۔ کہیں کسی نظم کو مثنوی اور مسدس سے آمیز کر کے نئی ہیئت دی ہے۔ "بانگ درا" کی ایک نظم " غرہ شوال یا ہلال عید" کے پہلے ساتھ اشعار مثنوی کی ہیئت قوافی میں ہیں اور آٹھویں شعر سے ترکیب بند کی صورت میں گیارہ اشعار تخلیق کیے ہیں۔ اسی مجموعے کی ایک اور نظم میں دوسرا تجربہ کیا ہے۔ نظم "بزمِ انجم" کے پہلے دو بندوں کو ترکیب بند کی صورت میں لکھا ہے اور آخری بند قطعہ کی صورت میں تخلیق کیا ہے۔ اس طرح سے اقبال کی نظمیہ شاعری میں ہیئت تبدیل کرنے کا طریقہ رائج ہے۔ مثنوی کی ہیئت میں نظم لکھتے لکھتے جہاں اقبال کے خیال کی لہر تیز ہو جاتی وہاں مسدس کا ایک بند لکھ دیتے۔ مسدس کا بند اس لیے لکھتے کہ مسدس کے بند کے لیے چار مصرعوں میں چار قافیے ہوتے ہیں اس لیے خیال کی تیزی کا اچھا تاثر قائم ہوتا ہے۔ نظم "گورستانِ شاہی" اس کی عمدہ مثال ہے۔ اس نظم میں اکیس اشعار کے بعد مسدس کا بند آتا ہے۔ نمونے کے طور پر یہ بند دیکھیے:

شورشِ بزمِ طرب کیا، عود کی تقدیر کیا
دردمندانِ جہاں کا نالۂ شب گیر کیا
عرصۂ پیکار میں ہنگامۂ شمشیر کیا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5No.4 2021

خون کو گرمانے والا نعرۂ تکبیر کیا
اب کوئی آواز سوتوں کو جگا سکتی نہیں
سینۂ ویراں میں جانِ رفتہ آ سکتی نہیں

(گورستانِ شاہی، بانگِ درا، کلیات اقبال اردو، ص:۱۲۳)

اقبال نے اپنی نظم "ستارہ" میں بھی ہیئتی تجربہ کیا ہے اس نظم کا پہلا بند بالکل مثمن کا بند معلوم ہوتا ہے جب کہ دوسرا بند ترکیب بند کا قطعہ ہے۔اس نظم کے پہلے بند کے پہلے چھ مصرعے ہم قافیہ ہیں جب کہ دوسرے بند میں یہ صورت نہیں ملتی۔"بانگ درا" کی نظم "حسن و عشق" میں ہر بند سات مصرعوں کا ہے۔اردو نظموں میں عام طور پر ایسی مثال نہیں ملتی۔اس طرح نظم کی ترتیبِ قوافی بھی نئی ہے۔اس نظم میں بند کے تینوں شعر مثنوی کی شکل میں ہیں اور پھر ایک اکیلا مصرع بند کو مکمل کرتا ہے۔اس طرح ساتوں مصرعے ہم قافیہ ہیں۔تین اشعار کے بعد اسی قافیہ میں ایک اکیلا مصرع اور اس طرح سات مصرعوں کا بند ایک نادر تجربہ معلوم ہوتا ہے جو روایتی رومانوی شعرا کے یہاں کم ہی ملتا ہے۔اسی مجموعے کی ایک اور نظم "انسان" ساری کی ساری مثنوی کی ہیئت میں لکھی گئی ہے لیکن اس کا پہلا مصرع بالکل اکیلا ہے جو نظم کے کسی بھی مصرعے کے ساتھ ہم قافیہ نہیں۔علاوہ ازیں "بانگ درا" کی نظمیں "پرندے کی فریاد"، "گلِ پژمردہ"، "اخترِ صبح"، "نوائے غم"، "فلسفۂ غم" اور "میں اور تو" ہیئتی تجربات کے حوالے سے قابل ذکر ہیں۔اقبال مغربی علوم و ادبیات کا مطالعہ رکھتے تھے اس لیے انھوں نے مروجہ پابند نظم کی ساخت میں کچھ تبدیلیاں کیں ان سے قبل پابند نظم کی روایت میں اس طرح کے نئے تجربات نہیں ہوئے۔اس بارے میں عقیل احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"انھوں (اقبال) نے پابند نظم اپناتے ہوئے بعض غیر معمولی تجربے کیے۔انھوں نے پہلی بار ہیئت کو خیال کے تابع کیا۔اس کا مشاہدہ بندوں کی مختلف النوع ترکیب میں کیا جا سکتا ہے۔"(۷)

ہیئتی تبدیلی کا ایک اور انداز اقبال کی نظمیہ شاعری میں ملتا ہے۔"بانگ درا" کی نظم "رات اور شاعر" میں نظم کو دو ذیلی عنوانات میں لکھا گیا ہے اور دونوں حصّوں کی بحر الگ الگ ہے اور ہیئت ایک ہے۔یہ دونوں حصّے مثنوی کی ہیئت میں ہیں۔اقبال کا یہ تجربہ جو "بانگ درا" سے آغاز ہوا "بالِ جبریل" کی متعدد نظموں میں بھی برتا گیا ہے۔اس نوع کی نظم "لینن" میں ایک ہی نظم کے تین حصّے بنائے گئے ہیں ان تین ذیلی عنوانات میں کہیں بحر مختلف ہے تو کہیں ہیئت تبدیل کی گئی ہے۔اقبال نے اپنی نظموں میں ہیئتوں اور بحروں کو تبدیل کر کے مختلف کرداروں کا فرق واضح کیا ہے۔اقبال نے مسدس اور قطعے کی ہیئت کو آمیز کر کے نظم "ایک نوجوان کے نام" لکھی ہے۔اس نظم کے دو بند ہیں اور ہر بند چھ چھ مصرعوں پر مشتمل ہے۔اس نظم کی ظاہری صورت مسدس کی سی ہے لیکن اس کی ترتیبِ قوافی مسدس سے مختلف ہے۔اقبال نے نظم "فقر" میں قوافی کی ترتیب کا تجربہ کیا ہے اس چھ مصرعوں کی نظم کی قافیہ کی ترتیب پہلے اردو نظم میں موجود نہیں۔شاید اس نظم کی ہیئت کا خیال اقبال کو پنجابی نظموں سے آیا کیوں کہ ہیر وارث شاہ میں ایک بند میں جتنے بھی مصرعے لکھے گئے ہیں سب کے سب ہم قافیہ ہیں۔اقبال نے اردو نظموں میں پہلی بار پنجابی نظم کا انداز اختیار کیا ہے۔یہ نظم مسدس کی حیثیت تو رکھتی ہے لیکن مسدس نہیں کیوں کہ مسدس کے لیے دو بندوں کی شرط ہے۔اقبال کی اردو نظموں میں ہیئتی تجربے کا ایک نمونہ "ضرب کلیم" سے ملاحظہ کیجیے:

رومی بدلے، شامی بدلے ، بدلا ہندستان
تو بھی اے فرزندِ کہستاں! اپنی خودی پہچان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!
تیری بے علمی نے رکھ لی بے علموں کی لاج
عالم فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان
اپنی خودی پہچان

او غافل افغان

(محراب گُل افغان کے افکار، نظم نمبر ۷، ضربِ کلیم، کلیات اقبال اردو، ص:۱۳۲)

اقبال کی اس نظم کا آہنگ تند و تیز ہے جو قاری کو متاثر کرتا ہے۔ اس نظم کا ہر بند چار چار مصرعوں کا ہے۔ ہر بند کے پہلے دونوں مصرعوں میں سات سات ارکان ہیں اور تیسرے اور چوتھے مصرعے میں تین تین ارکان ہیں۔ اس طرح ہر بند تین تین ارکان والے مصرعے ترجیح کے ہیں یعنی بار بار دہرائے گئے ہیں اور پہلے دو دو مصرعے قطعہ کی ہیئت میں ہیں۔ اس طرح اس نظم کی ہیئت مربع، قطعہ بند اور ترجیع بند کی ترکیب اختراع کی گئی ہے۔ ضرب کلیم کی نظم "جدت" کسی بھی ہیئت پر پورا نہیں اترتی۔ یہ نظم آٹھ مصرعوں کی ہے پہلے چھ مصرعے ہم قافیہ ہیں اور بعد کے دو مصرعے الگ سے ہم قافیہ ہیں۔ اس طرح یہ نظم مثمن ترکیب بند کے دائرے میں آتی ہے لیکن اس ہیئت کے لیے نظم کم از کم دو بندوں پر مشتمل ہو جب کہ اقبال نے صرف ایک بند لکھا ہے۔ "ضرب کلیم" کی قطعات نما نظمیں "ادبیات" اور "رقص وموسیقی" میں بھی ایک ہیئتی تجربہ کیا گیا ہے۔ ان کے چاروں چاروں مصرعے ہم قافیہ ہیں۔ یہ نظمیں مربع کی ہیئت میں ہونے کے باوجود بھی مربع کی ہیئت پر پورا نہیں اترتیں کیوں کہ مربع کے لیے نظم میں دو یا زیادہ بند ہوتے ہیں جب کہ یہ نظمیں صرف ایک ایک بند کی ہیں۔

شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل داہرمن
رقص وموسیقی سے ہے سوز و سرورِ انجمن
فاش یوں کرتا ہے اک چینی حکیم اسرارِ فن
شعر گویا روحِ موسیقی ہے رقص اس کا بدن

(رقص وموسیقی، ضربِ کلیم، ص:۱۱۴)

اس نظم کو بھی باقاعدہ مسدس نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ مسدس کے لیے دو بند کی شرط ہے۔ "ارمغان حجاز" کے حصہ "ملّازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض" کی ایک نظم تین تین مصرعوں کی ہے۔ پہلے دو مصرعوں میں چار چار ارکان ہیں۔ تیسرا مصرع ترجیح کا ہے۔ اس طرح یہ نظم مثلث، قطعہ اور ترجیع بند کا امتزاج ہے اور روایتی ہیئت میں ایک تجربہ ہے۔ "ارمغان حجاز" کی نظم "عالم برزخ" کے ذیلی عنوان "زمین" میں سات مصرعے موجود ہیں۔ یہ نظم بھی روایتی ہیئت میں ایک تجربہ ہے۔ اقبال نے نظم کی ہیئتی تشکیل اپنی مخصوص منطق کے ذریعے کی۔ انھوں نے پہلی بار نظم کو نغماتی تحرک اور آہنگ کے پیچ وخم سے آشنا کیا۔ ہیئتی اعتبار سے ان کی نظمیں دنیا کے کسی بھی بڑے شاعر کے مقابلے میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ "ارمغانِ حجاز" کی اردو نظمیں "بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو"، "تصویر ومصور"، "صدائے غیب"، "دوزخی کی مناجات" اور "آواز غیب" جدید موضوعات کے استعمال اور فنی دسترس کی عمدہ مثالیں ہیں۔ اقبال کی اردو نظموں کے بنظر غائر مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ بامقصد، متحرک اور تجرباتی شاعری پر یقین رکھتے تھے۔ ان کی فکر کی گہرائی، تخیل کی بلندی اور فنی پختگی کی وجہ سے ان کا لہجہ پیغمبرانہ محسوس ہوتا ہے۔ نئے موضوعات اور متنوّع ہیئتی تجربوں سے اقبال نے اُردو نظموں میں فکر وفن کا اختراعی اسلوب اختیار کیا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ احمد دہلوی، سید، مرتب، فرہنگِ آصفیہ (جلد سوم، چہارم)، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)، ص:۶۷۲

۲۔ انیس ناگی، تنقید شعر، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء)، ص:۳۹

۳۔ Cuddon, J.A, Dictionary of Literary Terms, England, Penguin Books Ltd.1979,P277

۴۔ محمد یٰسین آفاقی، جدید اردو نظم میں ہیئت کے تجربے، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۹ء)، ص:۲۰۷

۵۔ عبد المغنی، ڈاکٹر، اقبال کا نظام فن، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۰ء)، ص:۳۸۱

۶۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، جدید شاعری، (کراچی: اردو دنیا، ۱۹۶۱ء)، ص:۴۹

۷۔ عقیل احمد صدیقی، جدید اردو نظم نظریہ و عمل، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۹ء)۔ ص:۴۵

Vol. 5No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ماخذ:

☆ آفاقی، محمد یٰسین۔ جدید اردو نظم میں ہیئت کے تجربے۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۹ء۔

☆ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی۔ تفہیم شعر۔ لاہور: سنگت پبلشرز، ۲۰۰۶ء۔

☆ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی۔ کشاف تنقیدی اصطلاحات۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء۔

☆ احمد دہلوی، سید، مرتب۔ فرہنگِ آصفیہ (جلد سوم، چہارم)۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء۔

☆ اردو دنیا، کراچی، ۱۹۶۱ء

☆ چشتی، عنوان، ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے۔ دلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۷۵ء۔

☆ صابر، ایوب۔ اقبال کی فکری تشکیل۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۷ء۔

☆ صدیقی، ابواللیث، ڈاکٹر۔ تجربے اور روایت۔ کراچی: غضنفر اکیڈمی، ۱۹۵۹ء۔

☆ صدیقی، عقیل احمد۔ جدید اردو نظم نظریہ و عمل۔ علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۹ء۔

☆ عبداللہ، سید، ڈاکٹر۔ مطالعہ اقبال کے چند رخ۔ لاہور: بزم اقبال، ۱۹۸۴ء۔

☆ عبدالمغنی، ڈاکٹر۔ اقبال کا نظام فن۔ لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۰ء۔

☆ علامہ، محمد اقبال۔ کلیاتِ اقبال (اردو)۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء،

☆ علامہ، محمد اقبال۔ ضربِ کلیم۔ لاہور: خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۰ء۔

☆ کیفی، حنیف۔ اردو میں نظم معرّا اور آزاد نظم۔ لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء۔

☆ ناگی، انیس۔ تنقید شعر۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۸۷ء۔